۱۹۸۰ء کے بعد اردو میں سفر نامہ نگاری: ایک تنقیدی و تحقیقی مطالعہ

1980 Ke Baad Urdu Mein Safar Nama Nigari : Ek Tanqueedi -o- Tahqueequi Motaleya

1. INTRODUCTION TO THE RESEARCH

تحقیق کا تعارف

اردو کی ادبی تاریخ میں سفر نامے کی طویل روایت ہے۔ عام طور سے یوسف خاں کمبل پوش کے سفر نامے ''عجائبات فرنگ' کو اردو کا پہلا سفر نامہ کہا جاتا ہے۔ انیسویں صدی میں '' آئینۂ حیرت' (مرا عوض علی بیگ) 'موج سلطانی' (شہزادہ رئیس) 'سیر کشمیر' (کنہیا لال) 'سفر نامۂ پنجاب' (سر سید احمد خاں) 'دہلی اور اس کے اطراف' (حکیم عبدالحئ) وغیرہ مشہور سفر نامے ہیں۔ بیسویں صدی میں خواجہ حسن نظامی سے یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ سر کشن پرساد، عبدالشکور خاں، راشد الخیری اور میر عثمان علی وغیرہ کے سفر نامے بیسوی صدی کے آغاز میں منظر عام پر آئے۔ جیسے جیسے یہ سلسلہ آگے بڑھتا گیا۔ سفر ناموں کا ایک کارواں نظر آتا۔ رام لعل کے دو سفر نامے 'خواب خواب سفر' اور 'زرد پتوں کی بہار' سید احتشام حسین کا سفر نامہ 'ساحل اور سمندر' گوپی چند نارنگ کا سفر نامہ 'سفر آشنا' انتظار حسین، رفعت سروش، جاوید دانش، علیم اللہ حالی، مولیٰ بخش، کلیم عاجز، سہیل انجم، الیاس احمد گدی، عبدالماجد دریابادی اور بہت سارے ایسے افراد نظر آتے ہیں جنھوں نے باضابطہ طور پر مختصر یا طویل سفر نامے قلم بند کیے۔ ہندستان کے تمام پڑوسی ممالک کے اردو سفر نامے قابلِ توجہ ہیں۔ خاص طور سے ۱۹۸۰ء کے بعد کے لکھے سفر ناموں کے تحقیقی و تنقیدی جائزے سے نہایت خوش گوار نتائج بر آمد ہوں گے۔ اس لیے' ۱۹۸۰ء کے بعد اردو میں سفر نامہ نگاری: ایک تنقیدی و تحقیقی مطالعہ' عنوان سے تحقیقی خاکہ پیش خدمت ہے۔

سفر نامہ کسی بھی ملک کا ہو، وہاں کی تہذیب و تمدن، سیاست کے علاوہ معاشرت ثقافت رہن سہن رسم و رواج جیسی جزئیات پر بھی سفر نامہ نگار باریک بینی سے جائزہ لیتا ہے۔ سفری تجربات و مشاہدات کو پیش کر کے

دوسرے سیاح ومسافرین کی راہیں ہموار کرتا ہے اور اپنی نوک قلم کی بدولت معلومات کے خزینے صفحہ قرطاس پر بکھیرتا ہے جو شائقین علم وادب کو سیراب کرتا ہے۔یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اچھا سفرنامہ نگار قاری کو اپنا ہم نوا بنالیتا ہے اور ہر چیز میں برابر کا شریک بنالیتا ہے۔اچھے سفرنامے کی خوبی اور اس کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے۔خالد محمود ایک جگہ لکھتے ہیں:

> ''غرض سفرنامہ نگار کا ہم زاد بن کر اس کے ساتھ رہتا ہے لیکن یہ وصف ہر سفرنامہ نگار میں نہیں ہوتا اور اس وقت بھی ہو نہیں سکتا جب تک سفرنامہ نگار اپنے محسوسات میں مخلص نہ ہو اور اسے اپنی بات کا سلیقہ نہ آتا ہو۔اس کی تحریر کا انداز جتنا دلکش ہوگا، قاری اتنی ہی دلچسپی سے مطالعہ کرے گا۔طرز نگارش میں شگفتگی سلاست اور خلاقانہ بصیرت سفرنامے کو قبول عام کی سند عطا کرتے ہیں۔''

ہر کس و ناکس کے سفرنامے کو مقبولیت حاصل نہیں ہوتی ہے۔دلکش اسلوب، زبان و بیان پر قدرت، الفاظ کا موزوں انتخاب، چست فقرے، مناظر فطرت کی تصویر کشی کا جوہنر جانتے ہیں تو ان کی تخلیقات مدتوں ادبی دنیا میں سورج کی طرح جگمگاتی رہتی ہیں۔

اسلوب، انداز بیان، طرز اظہار، ایک ایسا ذریعہ اظہار ہے جس کی وجہ انسان کی شخصیت کی جھلک سامنے آتی ہے اور طرز نگارش سے بہت سارے ادیب وشاعر پہچانے جاتے ہیں۔ادب کی کسی بھی صنف میں اسلوب کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔پیشکش کا انداز، شیریں زبان کا استعمال، واقعات کی ترتیب وتشکیل نیز سلاست وروانی جیسے عناصر جس تحریر میں موجود ہوں، اس میں دلکشی پیدا ہوتی ہے۔اسی طرح سفرنامہ نگار اپنے تجربات ومشاہدات، احساسات وجذبات دلنشیں اسلوب میں پیش کرتا ہے اور اپنی فنکارانہ صلاحیت سے تخلیق کرتا ہے تو قاری بھی سفرنامہ نگار کے تجربات ومشاہدات سے نہ صرف آشنا ہوتا ہے بلکہ شیریں زبان و بیان دلکش اسلوب سے محظوظ ومسرور ہوتا ہے۔

سفرنامے کسی خاص اسلوب میں تحریر نہیں کیے گئے بلکہ غیر روایتی سفرنامے لکھنے والوں نے اسلوب کے اعتبار سے نئی جہتیں اور افسانوی انداز میں بھی لکھنے کی کوشش کی۔بعض سفرنامہ نگار جن کی دلچسپی فکشن سے ہے تو انھوں نے اپنی دلچسپی کے مطابق فکشن کی ہیئت میں لکھا ہے، جن کو مزاح نگاری سے دلچسپی ہے تو وہ اپنے سفر

ناموں میں بھی مزاح نگاری کے پھول کھلائے ہیں۔سیر وسیاحت کے ذریعہ نہ صرف موجودہ شے کی تحقیق کی جاتی ہے بلکہ نامعلوم شے کو بھی منظر عام پر لانے کی سفر نامہ نگار کوشش کرتا ہے۔خالد محمود کے الفاظ میں:

"سیر وسیاحت کے ذریعہ ایک سیاح نہ صرف ان موجودات کو دریافت کرتا ہے جو پردہ خفا میں ہیں بلکہ ان نامعلوم اسرار کو بھی منصہ شہود پر لانے کی کوشش کرتا ہے جو انسانی بصارت سے اوجھل ہیں۔اس طور پر سفرنامے کا اسلوب فکشن سے قریب ہے اور مواد میں یہ سماجی علوم سے نزدیک ہے۔"

2. OBJECTIVES OF THE STUDY

مطالعے کے مقاصد

اردو ادب میں سفرنامے کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہے۔انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ سیر وسیاحت کے لیے سفر کرے۔فطرت کے دلنشیں مناظر، دریا، پہاڑ، خوبصورت جھیل، حسین وادیاں فلک بوس عمارتوں کی دید کے لیے گھر سے نکلنے پر مجبور ہوتا ہے اور قدرت کی نیرنگیوں سے لطف اندوز ہوتا ہے جب کوئی حساس اور قرطاس وقلم کا دلدادہ شخص کسی جگہ کا سفر کرتا ہے تو وہ مختلف چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے اور تجربات ومشاہدات سے گزرتا ہے تو وہ اپنے قاری کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے۔اپنے دلی جذبات واحساسات کو سفرنامے کی شکل میں پیش کرتا ہے۔

سفرنامہ اپنے عہد کا آئینہ ہوتا ہے۔سماجی، مذہبی، سیاسی، تہذیبی، جغرافیائی، تاریخی اور اقتصادی حالات کی عکاسی کا بہترین نمونہ ہوتا ہے۔قوموں اور ملکوں کے حالات سے واقفیت کا ذریعہ ہوتا ہے۔نت نئی چیزوں کو دیکھنے کی خواہش سفر سے ہی پوری ہوتی ہے۔تحقیق وتلاش کی جستجو انسان کو سفر پر آمادہ کرتی ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ کولمبس اور واسکوڈی گاما سفر ہی کے ذریعہ ہندستان اور امریکہ کی کھوج میں کامیاب ہوئے۔قدسیہ قریشی سفر کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتی ہیں:

"سفر دینی اور دنیاوی دونوں حیثیتوں سے کارآمد ہوتا ہے۔امیر وغریب ہوں یا عالم، سفر

سفر سے انسان اور قوموں کی زندگی بدل جایا کرتی ہیں۔ مہاتما گاندھی کے ساتھ تعصب اور رنگ و نسل کے امتیاز نے ان کو آزادی کا ہیرو بنادیا۔ بڑی بڑی تحریکیں اور تاریخی کارنامے سفر کا ہی رہین منت ہے۔ اقبال جیسا عظیم مفکر و فلسفی نے بھی سفر سے خوب استفادہ کیا۔ مشرق سے مغرب کا سفر اقبال کو علامہ اقبال بنا دیا ان کی مقناطیسی شخصیت میں نکھار پیدا ہوا، ذہنی و فکری بالیدگی پیدا ہوئی، مشرق و مغرب کے حسین امتزاج نے اقبال سے یہ خوبصورت شعر کہلوایا:

مشرق سے ہو بیزار نہ مغرب سے حذر کر
فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر

3. HYPOTHESIS

مطالعے کے مفروضات

سفرنامہ کسی خاص تکنیک یا اصول کلی پر منحصر نہیں ہے بلکہ سفرنامہ نگار کے مزاج اور طرز تحریر ہی سفرنامے کا اصول، اسلوب اور تکنیک وضع کرلیتا ہے۔ ایک اچھا سیاح جب سفرنامہ ترتیب دیتا ہے اور اپنے جذبات و احساسات کو لفظی پیکر عطا کرتا ہے جس کی وجہ سے قاری کو اپنے تاثر میں شامل کرتا ہے اور اپنے طرز خاص سے قاری کو اپنی گرفت میں لیتا ہے۔ یہی ادبی سفرنامہ کی خصوصیت ہے۔ ایسا سفرنامہ نگار اپنے داخلی و خارجی مشاہدات کا نچوڑ پیش کرتا ہے۔ وہ صرف گائیڈ یا ٹورسٹ کی طرح اہم معلومات کی نشاندہی نہیں کرتا بلکہ سفر کے دوران مختلف جاندار اور بے جان اشیا کی تصویرکشی کر کے انھیں ایک تخلیقی روپ عطا کرتا ہے۔ جس ملک کا وہ سفر کرتا ہے، وہاں کی تہذیب، رسم و رواج، رہن سہن، مذہبی وسیاسی اور ثقافتی حیثیت کے حامل مقامات کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فنی چابکدستی کے ساتھ کرتا ہے۔

سفرنامے کے موضوعات کا دائرہ بے حد وسیع ہے۔ تاریخ، مذہب، سیاست، معاشرت، تہذیب و تمدن اور اقتصادی غرض بیسیوں مقاصد ایسے ہیں جو سفرنامے میں پائے جاتے ہیں اور سفرنامہ نگار اپنے مخصوص سفر کے حالات و واقعات کو قلمبند کر کے ادبی دنیا میں اپنی شناخت منوا چکے ہیں۔ قدیم دور میں جب آمد و رفت کا سلسلہ

نہایت دشوار تھا پھر بھی سیاح تمام تر مشکلات کے باوجود سفر پر آمادہ ہوتے اور غیر ممالک کی تاریخ، واقعات اور آثار قدیمہ سے متعلق دلچسپ قصے کہانیاں یا مناظر فطرت کے اسرار و رموز کو قارئین کے سامنے پیش کرتے۔ قارئین بھی بڑے شوق سے دیگر ممالک کی تہذیبی و سماجی علمی و ادبی رہن سہن، کھان پان سے لے کر مذہب سے متعلق جاننے کی خواہش کا اظہار کرتے جن کی وجہ سے سفرنامہ نگار بھی اپنے جذبات و تاثرات کو تخلیقی روپ دے کر منظر عام پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

4. CURRENT STATE OF LITERATURE RELATED TO THE PROPOSED TOPIC

مجوّزہ موضوع سے متعلق موجود مواد کی صورتِ حال

غیر افسانوی نثر میں سفرنامے کو بڑی اہمیت حاصل ہے بعض نقادوں نے سفرنامے کو ام الاصناف بھی کہا ہے، اس لیے کہ سفرنامے میں مختلف قسم کے موضوعات بآسانی داخل ہو جاتے ہیں چاہے وہ سماجی ہو یا سیاسی، مذہبی ہو یا غیر مذہبی، تحقیقی ہو یا علمی، سفرناموں میں تاریخی حقائق زبان و بیان میں چاشنی و دلکشی پائی جائے تو وہ سفرنامے قاری کے لیے ذوق تسکین کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

سفرنامے افسانوی ادب کے اوصاف بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ اس میں داستان جیسی حیرت ،ناول جیسی حقیقی عکاسی، افسانے کی چونکا دینے والی کیفیتیں اور ڈراما کی منظر کشی کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ سفرنامے اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتے ہیں، زبان و بیان کی شگفتگی، مناظر فطرت کی تصویر کشی، جذبات و احساسات کی وارفتگی سے قارئین لطف اندوز اور محظوظ ہوتا ہے۔ یہی وہ چیزیں ہیں جو سفرنامے کو زندہ جاوید بناتی ہیں۔ روایتی اور غیر روایتی سفرناموں کے تعلق سے مشفق خواجہ کا یہ اقتباس اہمیت کے حامل ہیں۔

> "روایتی سفرنامہ ہمیں مقامات سفر سے متعارف کراتا ہے اور غیر روایتی سفرنامہ کیفیت سفر ہے۔ مقامات سفر کی تفصیل لکھنے والا زمان و مکان کا اسیر ہوتا ہے۔ جب کہ کیفیات سفر

قلمبند کرنے والا زمان و مکان سے ہٹ کر بھی سوچتا ہے اور یہی چیز اس کے سفر نامے کو معلومات کا گنجینہ بننے سے بچاتی ہے اور اس کا رشتہ ادب سے قائم کرتی ہے۔"

زمان و مکان سے ہٹ کر سوچنے والا سفر نامہ نگار مقامات کی تفصیل کے ساتھ ساتھ کیفیات سفر کو دلکش پیرایے میں بیان کرتا ہے اور اپنے طرز اظہار کے ذریعہ ادب سے رشتہ جوڑتا ہے۔

سفر انسانی زندگی کے لیے بے حد ضروری ہے۔ سفر سے انسان کے تجربات میں وسعت پیدا ہوتی ہے، علم و عمل میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ سفر کی اہمیت و افادیت کے حوالے سے مولانا ابوالکلام آزاد کا یہ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> "میں نے آدھا علم سفر سے حاصل کیا ہے۔ مطالعہ کی تنہائیوں نے مجھے ذہنی بالیدگی بخشی لیکن سفر کے مشاہدوں نے میری نگاہ کو وسعت دی۔ جو لوگ سفر نہیں کرتے، وہ بسم اللہ کی گنبد میں رہتے ہیں، سفر انسان کو قوموں کی سرگزشت اور ملکوں کی تاریخ کا بالواسطہ علم بخشتا ہے۔ جس طرح سائنس کے معلموں میں حقائق اشیا کا ادراک ہوتا ہے، اسی طرح سفر سے صفات انسانی کی حقیقتوں کا علم ہوتا ہے اور مختلف اقوام کے امزجہ و طبائع کا پتہ چلتا ہے۔"

کسی بھی زاویے سے ہم دیکھیں تو سفر انسان کی کامیابی کا بہترین وسیلہ ہے۔ جتنے بھی مصلحین اور انبیاے کرام اس دنیا میں تشریف لائے، سب لوگوں نے اپنے مذہب اور دین کی تبلیغ کی خاطر دور دراز کے سفر کیے اور اپنے مشن کو عام کیا۔ علامہ اقبال نے سفر کی اہمیت سے متعلق کتنا خوبصورت شعر کہا ہے۔

سفر ہے حقیقت حضر ہے مجاز
سفر زندگی کے لیے برگ و ساز

بہترین سفر نامے آبادیوں کا حقیقی گوشوارہ بن جاتے ہیں۔ کسی خاص مقام کے حالات وہ شخص درج کرتا ہے جو حقیقت میں وہاں کا باشندہ نہیں ہوتا۔ سفر ناموں کو صرف سیر و سیاحت کا ریکارڈ یا مختلف مقامات کی تفصیلات سمجھنا مناسب نہیں۔ سچائی یہ ہے کہ سفر ناموں میں معروضی نقطۂ نظر کے ساتھ ایک آزاد مشاہد کے تاثرات درج ہوتے ہیں۔ سفر کے لیے جو شخص اپنے وطن سے دور نکلتا ہے، وہ ایک ساتھ اپنی دو آنکھوں سے ہزار دنیائیں دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اپنے تمام حواس کا استعمال کر کے اپنی آبادی اور اپنی زندگی سے مختلف ایک دنیا دیکھنا چاہتا ہے لیکن وہ نئی آبادیوں میں بھی اپنے انداز کی زندگی اور اپنے آثار تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے

۔یہیں سفرنامے دوسری دنیا کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی دنیا کی سیر بھی بن جاتے ہیں۔ یہ سفرناموں کی ایک ایسی جذباتی زمین ہے جس کی وجہ سے ان کی ایک مختلف جہت سامنے آتی ہے جو نہایت دل پذیر ہے۔ اسی لیئے بعض سفرناموں کا مطالعہ ذات سے کائنات اور پھر کائنات سے ذات تک کا سفر قرار دیا جاتا ہے۔

ادبی صنف کے طور پر سفرناموں کو ذیلی اصناف سے زیادہ درجہ نہیں دیا جاتا ہے۔ دوسری بڑی صنفوں سے موازنہ کیا جائے تو یہ سرمایہ واقعتاً مقدار کے اعتبار سے بہت معمولی قرار پائے گا۔ اردو میں چند ایسے سفرنامے ضرور سامنے آئے جنھیں موضوع، مواد اور فن کے اعتبار سے قابلِ اعتنا قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایسے سفرناموں میں رام لعل کا ''زرد پتوں کی بہار''، کشمیری لعل ذاکر کا ''یہ صبح زندہ رہے گی''، کیول دھیر کا ''خوشبوؤں کا سفر''، سوم آنند کا ''باتیں لاہور کی''، ملک راج صرّاف کا ''میری پاکستان یاترا''، رفعت سروش کا ''یادوں کے چاند ستارے''، عبدالماجد دریابادی کا ''ڈھائی ہفتے پاکستان میں یا مبارک سفر''، علیم اللہ حالی کا ''ہم مسافر جہاں جہاں گزرے''، سنتوش کمار کا ''لاہور نامہ'' وغیرہ اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے لکھنے والے بالعموم مشہور صاحبِ قلم ہیں اور ادبی دنیا میں ان کی واضح پہچان ہے۔ ان میں دونوں طرح کے افراد شامل ہیں۔ ایک وہ جو اپنا کھویا ہوا بچھڑا ہوا وطن دیکھنے گئے اور ایک وہ جو منقسم وراثت میں مشترک اقدارِ حیات کی تلاش و جستجو میں وہاں پہنچے۔ ادب کا اسے ایک معقول نقطۂ نظر کہنا چاہیے کیوں کہ ان سفرناموں میں شاید چند الفاظ بھی ڈھونڈنے سے نہ ملیں جن میں ایک قوم کی نفرت دوسرے سے ظاہر ہو رہی ہو۔ سب کے سب محبت کی تلاش اور پیغامِ محبت کی رسائی میں منہمک ہیں اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ادب ایک سنجیدہ عمل ہے اور سیاست دانوں یا حکومتوں سے الگ انسانی نقطۂ نظر سے اس کی دنیا پھیلتی ہے۔ ہندستان میں لکھے پاکستان کے سفرناموں کو اسی فکری تناظر میں دیکھنا چاہیے۔

5. RESEARCH METHODOLOGY

تحقیق کا طریقۂ کار

سفرنامہ نہ صرف انسانی جذبات و احساسات و تجربات و مشاہدات اور ظاہری آنکھوں سے دیکھے ہوئے حالات و واقعات کا مجموعہ ہے بلکہ سفرنامہ لکھنے کا ایک رواج رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ سفرنامہ لکھنے کی وجوہات

کیا ہیں؟ کون سے عوامل و محرکات کارفرما ہیں۔ سفر کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ یہ تمام چیزیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر قطب النساء ہاشمی اپنے مقالے میں لکھتی ہیں:

''سفرنامہ بنیادی طور پر ان دلیروں و جانبازاوں کے مہمات و مشاہدات کے نتیجے میں جو اپنی جستجو اور کھوج میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں اور موت سے کھیلنا ان کا شوق پیہم تھا۔ عجیب و غریب واقعات سے بھرپور سفر نادر اشیا کی دریافت، تجربات اور مشاہدات کی زنگار نگینے ان کی تحریروں میں نوع نوع کی خصوصیات کو داخل کر دیا تھا۔''

درج بالا اقتباس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قدیم زمانے سے لوگ اپنی ضرورت کے پیش نظر سفر پر آمادہ ہوتے مختلف مقاصد کو سامنے رکھ کر چاہے وہ جنگی سفر ہو یا تجارتی سفر یا نئی دریافت کی خواہش، مسافر اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر اپنی مہم میں جان و دل سے کوشش کرتے، سفر ہی کی وجہ سے کولمبس اور واسکوڈی گاما اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران ہوئے اور تاریخ میں اپنا مقام بنوانے میں کامیاب ہوئے۔

باضابطہ حالات سفر کو کب منظر عام پر لایا گیا، اس کی صحیح تاریخ کا معلوم کرنا مشکل ہے۔ البتہ زمانہ قدیم میں جتنے بھی ادبی شہ پارے منظر عام پر آئے، اس میں کسی نہ کسی شکل میں سفری حالات کی روداد کا گمان ہوتا ہے۔

یونان، مصر اور ہندستان یہ وہ ممالک ہیں جن کی تہذیب و ثقافت، علم و ادب کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ خصوصاً نالندہ یونیورسٹی بہار جہاں دنیا بھر کے تشنگان علوم کے شیدائی اپنی پیاس بجھانے کے لئے یہاں آتے تھے اور اسے سیرابی حاصل ہوتی تھی۔ ہیون سانگ جو چین کا رہنے والا تھا، ان کے سفرنامے کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔ وہ بدھ لٹریچر کا رسیا تھا۔ انہوں نے بھی نالندہ سے استفادہ کیا ہے اور اپنے سفرنامے میں ہندستان کے واقعات کو بڑی فن کاری کے ساتھ پیش کیا۔

سفر کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اچھا سفرنامہ کیسا ہو؟ سفر سے سفرنامہ کیسے بنتا ہے ان کی ادبی اہمیت کیا ہے؟ کیا جذبات و احساسات، واقعات و حالات کا سرسری جائزہ ہی سفرنامہ کہلاتا ہے یا اس کے علاوہ اور بھی کچھ ہے، صنف کے اعتبار سے اس کی پہچان اور انفرادیت کیا ہے۔ یہ ایک غور طلب مسئلہ ہے اس مقبول و معروف صنف پر ہمارے ادبا و نقادوں نے بہت زیادہ نہیں لکھا ہے، اور اس کی فنی و ادبی اہمیت پر خاطر خواہ بحث نہیں ہوئی ہے۔ مرزا حامد بیگ جنہوں نے سفرنامے کے حوالے سے تحقیق کی ہے، وہ بھی اپنے مقالہ

میں ایک جگہ شکوہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''خارج سے متعلق بیانیہ اصناف ادب میں سفرنامہ سرفہرست ہے، لیکن شاید سفرنامہ واحد نثری صنف اظہار ہے جس کی تکنیکی تعریف کا تعین تا حال ممکن نہیں ہو سکا۔ کچھ یہی سبب ہے کہ سفرنامہ کبھی روزنامچے کے رنگ میں لکھا گیا اور کبھی خطوط کی شکل میں۔ اس میں مکالمے کی شمولیت بھی ممکن ہے اور اس میں خبر پہنچانے کا انداز بھی کھپ جاتا ہے۔''

یہ صحیح ہے کہ سفرنامہ نگار نے سفرنامہ لکھنے کے مختلف انداز اپنائے۔ کسی نے ڈائری کی شکل میں تو کسی نے روزنامچے تو کسی نے خطوط کی شکل میں لکھ کر اس صنف کو ثروت مند کیا۔ سفرنامے کی وسعت اور مختلف اصناف کی شمولیت کی وجہ سے بیشتر لوگ سفرنامے کو آپ بیتی، رپورتاژ وغیرہ سے الگ نہیں سمجھتے حالانکہ سفرنامہ تحریر کرنے کے لیے سفر اساسی شرط ہے۔ آپ بیتی، رپوتاژ اور سفرنامے میں کیا فرق ہے، اس کی وضاحت مرزا حامد بیگ نے یوں کی ہے:

> ''سفرنامہ بعض اوقات اپنی حدود کے پھیلاؤ میں آپ بیتی میں بھی ڈھلنے لگتا ہے لیکن یہاں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ سفرنامہ آپ بیتی سے جدا کی گئی ایک قاش کے مماثل ہے تو ہے لیکن نری آپ بیتی نہیں ہے۔ عجب معاملہ ہے کہ ہمارے ہاں سفرنامے اور رپوتاژ کا فرق بھی مٹا ہوا ہے حالانکہ جہاں تک رپوتاژ کی صنف کا تعلق ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ (Reportage) میں سفر کو بنیاد تو بنایا جا سکتا ہے البتہ اس میں تخیل کی رنگ آمیزی اور خارج سے متعلق اپنے نقطہ نظر کی تشریح و توضیح اسے سفرنامے سے الگ کر دیتی ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ سفرنامہ واقعات کی تفصیل و تشریح پیش کرتا ہے اور رپوتاژ میں پیش آنے والے واقعات سے لیا گیا تاثر اور اس تاثر کی تخلیقی پیش کش میں خارج کی رپورٹنگ کے ساتھ داخلی عناصر اور تخیل کی رنگ آمیزی اضافی عناصر ہیں۔''

مرزا حامد بیگ نے اس اقتباس سے سفرنامے، رپوتاژ، آپ بیتی کے فرق کو نمایاں طور پر یہ واضح کیا ہے اور سفرنامے کے لیے سفر کو بنیاد بنایا ہے۔ سفرنامہ کو اس لیے بھی اہمیت حاصل ہے کہ اس میں واقعات، حالات کی صداقت کا بیان ہوتا ہے۔ تاریخی سچائیاں اس میں شامل ہوتی ہیں بامقابل داستان، کہانی، رپوتاژ اور

آپ بیتی کے، اس میں مبالغہ آرائی اور تخیلات کی بھرمار ہوتی ہیں۔ جب کہ سفرناموں میں حقائق کی دنیا آباد ہوتی ہے۔ سفرنامہ نگار جو کچھ اپنے گرد و پیش دیکھتا ہے، وہ اپنے جذبات و احساسات قلبی واردات و کیفیات کو دلنشیں پیرایے میں بیان کردیتا ہے۔

انسانی زندگی میں جس طرح سفر کی بہت اہمیت ہے، اسی طرح اردو ادب میں سفرنامے کی اہمیت مسلم ہے۔ سفر کے تجربات و مشاہدات سے انسان جس طرح خاطر خواہ فائدہ اٹھاتا ہے، اسی طرح سفرنامے پڑھ کر نہ صرف گھر بیٹھے دنیا جہاں کی سیر کرتا ہے بلکہ سفرنامہ نگار کے دلکش اسلوب نگارش، شگفتگی و چاشنی سے معمور تحریروں سے لطف اندوزی و سرمستی حاصل کرتا ہے۔ ہر قاری کو سفرناموں کی گوناگوں خصوصیات، مختلف اصناف کی متنوع جہات، فکشن اور نان فکشن کی جمالیات، ملکوں اور قوموں کی ساجیات کے مطالعے میں بے حد مزہ آتا ہے۔ یہاں علمی و تہذیبی ملکی و عالمی حالات کی عکاسی کے ساتھ ادبیت و رومانیت کا حسین امتزاج دیکھنے کو ملتا ہے۔

6. LIMITATION OF THE STUDY

مطالعے کی حدود

اسے اتفاق ہی کہنا چاہئے کہ اردو میں ایک بڑے علمی سرمایے کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ سفر نامے کی اہمیت کے سلسلے سے زیادہ گفتگو نہیں ہوسکی۔ اس صنف کی اہمیت اور اردو میں موجود علمی سرمایے کے سلسلے سے کوئی بڑا تحقیقی کام ہماری معلومات کے مطابق نہیں ہوا۔ اردو میں اگرچہ سفرناموں کی تاریخ کے سلسلے سے ایک مختصر تعداد میں تحقیقات کا سرمایہ موجود ہے مگر اس کا محور قدیم ہے۔ پرانے عہد کے سفرناموں کے سلسلے سے زیادہ تنقید و تحقیق کا کام ہوا ہے۔ موجودہ تحقیق میں ہم نے گذشتہ چالیس سال کے سرمایۂ سفر کو موضوع بحث بنانے کا ارادہ کیا ہے۔ یوں بھی ۱۹۸۰ء کے بعد کے ادب پر تنقید و تحقیق نے ابھی رفتار نہیں پکڑی ہے، اس لیے میں نے ' ۱۹۸۰ء کے بعد اردو میں سفرنامہ نگاری: ایک تنقیدی و تحقیقی مطالعہ' موضوع کی تجویز اسی مقصد سے پیش کی ہے تاکہ ایک نئے موضوعاتی علاقے میں میری کوششیں بار آور ہوں۔

7. PROPOSED RESEARCH WORK

مجوزہ تحقیقی کام

(ابواب کی تفصیل)

میرے مقالے میں ذیل کے ابواب ابتدائی طور پر شامل کیے جاسکتے ہیں۔ان کی تفصیل حسب ذیل ہیں:

Tentative Chapterization

۱۹۸۰ء کے بعد اردو میں سفر نامہ نگاری: ایک تنقیدی و تحقیقی مطالعہ

1980 Ke Baad Urdu Mein Safar Nama Nigari : Ek Tanqueedi -o- Tahqueequi Motaleya

اظہارِ تشکر اور تعارف

باب اوّل	:	سفر نامہ نگاری: فن اور تکنیک
باب دوم	:	اردو میں سفر ناموں کی تاریخ: ابتدا سے ۱۹۸۰ء تک
باب سوم	:	۱۹۸۰ء کے بعد اردو میں سفر نامے: ایک تنقیدی و تحقیقی مطالعہ
باب چہارم	:	۱۹۸۰ء کے بعد اردو سفر ناموں کے چند اہم موضوعات اور ان کی پیش کش
باب پنجم	:	۱۹۸۰ء کے بعد اردو کے نمایندہ سفر نامہ نگاروں کا انفرادی مطالعہ

محاکمہ

کتابیات

۱۹۸۰ء کے بعد اردو میں سفر نامہ نگاری: ایک تنقیدی و تحقیقی مطالعہ

1980 Ke Baad Urdu Mein Safar Nama Nigari
: Ek Tanqueedi -o- Tahqueequi Motaleya

Tentative Chapterization

Izhaar-e Tashakkur aur Taaruf

Chapter 1

Safar Nama Nigari : Fan aur Takneek

Chapter 2

Urdu Mein Safar Namon ki Tareekh: Ibtida se 1980 tak

Chapter 3

1980 ke Baad Urdu Safar Name :Ek Tanqueedi -o- Tahqueequi Motaleya

Chapter 4

1980 ke Baad Urdu Safar Namon ke Chand Aham Mauzooataur Unki Peshkash

Chapter 5

1980 ke Baad ke Urdu ke Numayinda Safar Nama Nigaron ka Inferadi Mutaleya

Muhakama

Kitabiyaat

8. REFERENCES/ SOURCES

حوالہ جات/ مآخذ

a. PRIMARY

بنیادی

الیاس احمد گدی   لکشمن ریکھا کے پار   کتابی دنیا، دہلی ۱۹۹۳ء

ارشد جمیل   غبار سفر   ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی 2013

جاوید دانش   آوارگی   عفیف پرنٹرس، دہلی 1987

جاوید دانش   مزید آوارگی   عفیف پرنٹرس، دہلی 1994

جوگندر پال   پاکستان یاترا   اوراق، لاہور 1983

دردانہ قاسمی   خوابوں کا جزیرہ: موریشش   مسلم ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ 2014

رضا علی عابدی   جرنیلی روڈ   ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ 1995

رام لعل   زرد پتوں کی بہار   اُتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ ۱۹۸۲

رفعت سروش   یادوں کے چاند ستارے   باب العلم پبلی کیشنز، نوئیڈا ۱۹۹۰ء

سنتوش کمار   لاہور نامہ   وبھا پبلی کیشنز، نئی دہلی ۱۹۸۳ء

سہیل وحید   یادوں کی برات   ایم آر پبلی کیشنز، دہلی 2020

صفدر امام قادری   بنگلا دیش کو میں نے دیکھا   مکتبہ صدف، پٹنہ 2021

صبیحہ انور   دیکھی ہم نے استنبول   اوراق پبلیکیشنز 2013

صغرا مہدی   سیر کر دنیا کی غافل   کتاب کا مکتبہ جامعہ، نئی دہلی 1988

ظہیر انور   چراغ رہ گزر   شرجیل پبلیکیشنز، کلکتہ 2003

علیم اللہ حالی   ہم مسافر جہاں جہاں پہنچے   تخلیق کار پبلشرز، نئی دہلی ۱۹۹۴ء

علی احمد فاطمی   جرمنی میں دس روز   ادارہ نیا سفر، الہ آباد 2007

ف۔س اعجاز   یورپ کا سفرنامہ   انشا پبلیکیشنز، کلکتہ 1991

قمر رئیس	ازبکستان: انقلاب سے انقلاب تک	تخلیق کار پبلیشرز نئی، دہلی 1997
کشمیری لال ذاکر	یہ صبح زندہ رہے گی	سیمانت پرکاشن، نئی دہلی ۱۹۹۷ء
کیول دھیر	خوشبو کا سفر	سوورن پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی ۱۹۸۸ء
گوپی چند نارنگ	سفر آشنا	ایجوکیشنل ہاؤس، دہلی 1982
مناظر عاشق ہرگانوی	لندن یاترا	ترائی دنیا پبلیکیشنز، نئی دہلی 2001
محسن عثمانی ندوی	دنیا کو خوب دیکھا	الاتحاد پبلیکیشنز، دہلی 2007
مجتبیٰ حسین	جاپان چلو، جاپان چلو	دہلی 1980
ملک راج صراف	میری پاکستان یاترا	راج محل پبلشرز، جموں (کشمیر) ۱۹۸۰ء

b. SECONDARY

ثانوی

آصف جیلانی	وسط ایشیا۔ نئی آزادی نئے چیلنج	نئی آواز جامعہ نگر، نئی دہلی 1994
انور سدید	اردو ادب میں سفر نامہ	ایم۔ آر پبلیکیشنز نئی، دہلی 2012
خالد محمود	اردو سفر ناموں کا تنقیدی مطالعہ	مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، دہلی 2011
مرزا حامد بیگ	اردو سفر نامے کی مختصر تاریخ	اورینٹ پبلشرز، لاہور 2014
قمر رشا	اردو میں سوانحی ادب فن اور روایت	کتابی دنیا، دہلی 2013
خواجہ اکرام	اردو سفر ناموں میں ہندوستانی تہذیب و ثقافت	قومی کونسل اردو نئی، دہلی
سعید احمد	آزادی کے بعد اردو سفر نامہ	عرشیہ پبلی کیشنز نئی، دہلی 2012
قدسیہ قریشی	سفر نامے انیسویں صدی میں	فخرالدین علی احمد میموریل، لکھنؤ

Signature دستخط

شبنم بانو

(Research Scholar ریسرچ اسکالر)

Signature دستخط

(Supervisor نگراں)